بخدمت جناب محترم قابل قدر مفتی صاحب السلام علیکم ؟

السلام علیکم بعد جناب عالی ! چند سوالات مندرجہ ذیل ہیں ؟

سوال نمبر 1: ایک شخص کی گاڑی کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے موت واقع ہوا - کیا یہ شخص شہید ہوا یا نہیں اگر شہید ہوا تو شہادت کی وہ چھ: 6: انعامات اس کو بھی ملے گی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حضرت سے اس شہید کیلئے رکھے ہیں جو اسلام کے سربلندی کیلئے کفر سے مد مقابل جنگ میں شہید ہوا جس میں سے چھٹے اور آخری انعام اس ستر 70 - رشتہ داروں کی جو دوزخ کی مستحق ہو چکے ہیں سفارش قابل قبول ہوگی یا نہیں ؟

سوال نمبر 2: بالفرض اگر شہید کی ورثا نے دیت کی نام سے قاتل سے کی ورثا سے کچھ معاوضہ لیا ہے تو اس صورت میں شہید کے شہادت کو کچھ نقصان پہنچے گی یا نہیں ؟ کیونکہ شہید کی خون کے قیمت دیت کی نام پر وصول کیا ہے ؟

سوال نمبر 3: قتل ہوا ہو یا ایکسیڈنٹ سے موت واقع ہوا تو اس صورت میں شرعی نقطہ نظر سے دیت کی نام پر کتنے معاوضہ جائز ہے اس معاوضہ کی شریعت میں کوئی حد مقرر ہے کیا ؟

درخواست دہندہ نسیم اللہ خان بلال کالونی کورنگی

0333-2279705 -

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾... ایکسیڈنٹ کی ناگہانی موت شہادت کی موت ہے اور یہ شہید کی دوسری قسم میں داخل ہے کہ دنیا میں غسل وکفن دیا جائے گا لیکن آخرت میں اجر وثواب کے اعتبار سے شہداء میں شمار کیا جائے گا (مالابد منہ ... ۱۲۴۰۱۶/۱۴ ... ۴۰)

بہر حال روایات میں یہ تو آتا ہے کہ ایسا مسلمان اخروی لحاظ سے شہید سمجھا جائے گا، لیکن اس کی تصریح نہیں ملی کہ جو ثواب اور فضائل اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے کو حاصل ہوں گے وہ ناگہانی موت کا شکار ہونے والے کو بھی ملیں گے اسلئے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ البتہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ " تمام شہداء کا درجہ ایک نہیں ہوگا، بعض شہداء اعلیٰ درجہ کے ہوں گے اور بعض اس سے کم درجہ کے"۔

التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد - (١٩ / ٢٠٢)

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الشهداء سبعة سوى القتل في سبيل الله المطعون شهيد والغريق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد والمبطون شهيد والحريق شهيد والذي يموت تحت الهدم شهيد والمرأة تموت بجمع شهيد".

المنتقى شرح الموطأ - (٢ / ٢٧)

وهذه ميتات فيها شدة الأمر فتفضل الله تعالى على أمة محمد - صلى الله عليه وسلم - بأن جعلها تمحيصا لذنوبهم زيادة في أجرهم حتى بلغهم بها مراتب الشهداء.

دار الافتاء

فتح الباري لابن حجر - (٦ / ٤٤)

والذي يظهر أن المذكورين ليسوا في المرتبة سواء ويدل عليه ما روى أحمد وبن حبان في صحيحه ... أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل أي الجهاد أفضل قال من عقر جواده وأهريق دمه وروى الحسن بن علي الحلواني في كتاب المعرفة له بإسناد حسن من حديث بن أبي طالب قال كل موتة يموت بها المسلم فهو شهيد غير أن الشهادة تتفاضل ... ويتحصل مما ذكر في هذه الأحاديث أن الشهداء قسمان شهيد الدنيا وشهيد الآخرة وهو من يقتل في حرب الكفار مقبلا غير مدبر مخلصا وشهيد الآخرة وهو من ذكر بمعنى أنهم يعطون من جنس أجر الشهداء ولا تجري عليهم أحكامهم في الدنيا وفي حديث العرباض بن سارية عند النسائي ... مرفوعا يختصم الشهداء والمتوفون على الفرش في الذين يتوفون من الطاعون فيقول انظروا إلى جراحهم فإن أشبهت جراح المقتولين فإنهم معهم ومنهم فإذا جراحهم قد أشبهت جراحهم

﴿۲﴾... دیت چونکہ ورثہ کا حق ہے، جس کو طلب کرنے کا شریعت نے انکو حق دیا ہے اور اسکا مقتول سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا دیت کی رقم لینے سے مرحوم کے درجہ اور شہادت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

شرح صحيح البخارى ـ لابن بطال - (٨ / ٥٠٧)

(ومن قتل له قتيل فهو بخير النظرين إما أن يودي وإما أن يقاد) وهذا نص قاطع

في أنه جعل أحد الدية أو العفو إلى أولياء الدم .

۳ ۔۔۔ قتل ہو یا ایکسیڈنٹ میں کسی کی موت واقع ہو، اس کا حکم نوعیت کے مختلف ہونے کے لحاظ سے مختلف ہے، تاہم بعض صورتوں میں دیت واجب ہوتی ہے اور دیت کی مقدار درج ذیل ہے:

الف..... ایک سو اونٹ۔ (یہ اونٹ پانچ قسم کے ہونگے۔ ایک سالہ بیس اونٹنیاں۔ ایک سالہ بیس اونٹ، دو سالہ بیس اونٹنیاں۔ تین سالہ بیس اونٹنیاں۔ چار سالہ بیس اونٹنیاں) ۔

ب...... یا ایک ہزار دینار (یعنی ۳۷۵ تولہ سونا اور آجکل کے حساب سے اسکی مقدار ۴۳۷۴ گرام سونا ہے یعنی چار کلو ۳۷۴ گرام سونا ہے)۔

ج...... یا دس ہزار درہم ہے (یعنی ۲۶۲۵ تولہ چاندی ہے اور آجکل کے حساب سے اس کی مقدار ۳۰۶۱۸ گرام چاندی یعنی ۳۰ کلو اور ۶۱۸ گرام چاندی ہے) ۔

البتہ پیسوں کی صورت میں دیت لی جائے تو اسکی کوئی مقررہ مقدار نہیں۔ فریقین باہمی رضامندی سے کوئی بھی مقدار طے کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر وہ مقدار دیت کی طے شدہ اشیاء سے الگ ہو تو اس پر مجلس میں قبضہ ضروری ہے۔

بدائع الصنائع ، دارالكتب العلمية - (٦ / ٤٩)

فدلت الآية على جواز الصلح من القصاص على القليل، والكثير، وهذا بخلاف القتل الخطإ وشبه العمد أنه إذا صالح على أكثر من الدية لا يجوز، والفرق أن بدل الصلح في باب الخطإ، وشبه العمد عوض عن الدية، وإنها مقدرة بمقدار معلوم لا تزيد عليه، فالزيادة على المقدر تكون ربا فأما بدل الصلح عن القصاص، فعوض عن القصاص، والقصاص ليس من جنس المال حتى يكون البدل عنه زيادة على المال المقدر فلا يتحقق الربا فهو الفرق.

الفتاوى الهندية ، رشيدية - (٤ / ٢٦٠)

وفي الخطأ لو صالح على أكثر من الدية لا يجوز، كذا في الاختيار شرح المختار. وهذا إذا صالح على أحد مقادير الدية أما إذا صالح على غير ذلك جازت الزيادة إلا أنه يشترط القبض في المجلس كي لا يكون افتراقا عن دين بدين.

الفتاوى الهندية ، رشيدية - (٦ / ٢٠)

وإن وقع الصلح على جنس آخر لم يفرض في الدية، فإن كان نسيئة لا يجوز وإن كان عينا جاز هكذا في المحيط.............................. واللہ تعالیٰ اعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۶ رجب ۱۴۳۷ھ
۴ مئی ۲۰۱۶ء

الجواب صحیح
(بندہ عبد الرؤف سکھروی)
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۷ رجب ۱۴۳۷ھ

20C77